2020年7月20日ジャング紙ラホール版6面

پیر 28 ذیقعد 1441ھ 20 جولائی 2020ء

دہری شہریت اور سرکاری مناصب

وزیراعظم کے پندرہ میں سے سات معاونینِ خصوصی کے دُہری شہریت کے حامل ہونے کا معاملہ، جس کی تفصیلات کابینہ ڈویژن کے ذرائع کے حوالے سے منظرعام پر آئی ہیں، اس بناء پر خاص طور پر باعثِ حیرت ہے کیونکہ سپریم کورٹ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال پہلے اہم سرکاری مناصب پر دُہری شہریت کے حامل افراد کے تقرر کو سیکورٹی رسک قرار دے چکی ہے۔ دسمبر 2018 کے وسط میں سپریم کورٹ کے اس وقت کے سربراہ جسٹس ثاقب نثار کی سربراہی میں قائم دورکنی بنچ نے اپنے تحریری فیصلے میں قرار دیا تھا کہ دُہری شہریت رکھنے والے افراد کو پاکستان میں سرکاری عہدے دیے جانے پر مکمل پابندی عائد کی جانی چاہئے۔ فیصلے میں حکومت کو اس سلسلے میں پارلیمنٹ میں جلد واضح قانون سازی کی ہدایت کی گئی تھی۔ تاہم کابینہ ڈویژن کے ذرائع کے مطابق وزیراعظم کے جو سات معاونین خصوصی دُہری شہریت کے حامل پائے گئے ہیں ان سب کا تقرر ملک کی سب سے بڑی عدالت کے اس فیصلے کے سامنے آجانے کے بعد کیا گیا ہے۔ معاون خصوصی برائے ڈیجیٹل پاکستان تانیہ ایدروس، جن کے پاس کینیڈا اور سنگاپور کی شہریت ہے، رواں سال فروری میں اس منصب پر فائز ہوئیں۔ گزشتہ دسمبر میں معاون خصوصی برائے قومی سلامتی مقرر کیے جانے والے معید یوسف، گزشتہ سال اپریل میں معاون خصوصی برائے پٹرولیم کے منصب پر فائز ہونے والے ندیم بابر اور ماہ رواں کے اوائل میں معاون خصوصی پاور ڈویژن کا عہدہ سنبھالنے والے شہزاد قاسم امریکی شہریت کے حامل ہیں۔ معاون خصوصی برائے پارلیمانی رابطہ ندیم افضل چن کنیڈین شہریت رکھتے ہیں اور ان کا تقرر بھی عدالتی فیصلے کے بعد گزشتہ سال جنوری میں عمل میں آیا تھا۔ سمندر پار پاکستانیوں کے معاملات کے لیے وزیراعظم کے معاون خصوصی برطانوی شہریت کے حامل زلفی بخاری اسی سال 13 مئی کو اس منصب پر فائز ہوئے ہیں جبکہ امریکی گرین کارڈ رکھنے والے وزیراعظم کے معاون خصوصی برائے سیاسی روابط شہباز گل نے بھی اپنا موجودہ منصب اسی تاریخ کو سنبھالا ہے۔ آئین اور قانون کی حکمرانی کی دعویدار حکومت کی جانب سے سپریم کورٹ کے ایک واضح فیصلے کے علی الرغم اہم سرکاری مناصب پر دہری شہریت رکھنے والے افراد کا یوں مسلسل مقرر کیا جانا قطعی ناقابلِ فہم ہے۔ عدالتی فیصلے کا تقاضا تو یہ تھا کہ نہ صرف یہ تقرر عمل میں نہ لائے جاتے بلکہ بیس ماہ کی اس مدت میں عدالت کی ہدایت کے مطابق پارلیمنٹ میں قانون سازی بھی کی جاچکی ہوتی۔ لیکن اس سمت میں کسی پیش رفت کا نہ ہونا اس گمان کو تقویت دیتا ہے کہ حکومت عدالتی فیصلے پر عمل درآمد کا ارادہ ہی نہیں رکھتی جس کا اندازہ وزیراعظم کے ایک معروف معاون خصوصی کے ایک سال پہلے منظرعام پر آنے والے اس بیان سے بھی ہوتا ہے کہ وزیراعظم نے دُہری شہریت رکھنے والے پاکستانیوں کو سیاسی دھارے میں شامل کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے اور یہ لوگ آئندہ عام انتخابات میں حصہ لینے کے اہل ہوں گے۔ تاہم اگر ذمہ داران حکومت کی سوچ واقعی یہی ہے تو ایسی صورت میں ضروری تھا کہ فیصلے پر نظرثانی کے لیے درخواست دائر کی جاتی اور اب بھی عدلیہ اور آئین وقانون کی بالادستی کا تقاضا ہے کہ یا تو اس فیصلے پر اس کی روح کے مطابق بلاتاخیر عمل درآمد کا آغاز کیا جائے یا قواعد وضوابط کے مطابق اس پر نظرثانی کے لیے عدالت ہی سے رجوع کیا جائے۔ معاونین خصوصی کے کروڑوں اور اربوں کے اثاثوں کی تفصیلات بھی محولہ بالا رپورٹ میں شامل ہیں۔ بے لاگ احتساب کا تقاضا ہے کہ ان اثاثوں اور ذرائع آمدن میں مطابقت کے ثبوت وشواہد کا جائزہ بھی لیا جائے اور ظاہری ذرائع آمدن اور اثاثوں میں مطابقت ثابت ہونے کی صورت میں قرار واقعی کارروائی عمل میں لائی جائے۔